جنرل کیانی کی بریفنگ اور جمہوریت

مستقبل

فرخ سہیل گوئندی

03-02-2013

چیف آف آرمی سٹاف جنرل اشفاق پرویز کیانی نے چند روز قبل مختلف کالم نگاروں اور ٹی وی اینکرز کو ایک تفصیلی بریفنگ کے لیے بلایا۔ سننے میں آیا ہے کہ بریفنگ کا یہ سیشن تقریباً چھے گھنٹوں پر مشتمل تھا۔ جنرل کیانی صاحب کے ساتھ میڈیا سے متعلق اس میٹنگ کے بعد جو خبر نمایاں طور پر الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں آئی، وہ یہ تھی کہ ہم سیاست میں مداخلت نہیں کریں گے، انتخابات اپنے وقت پر ہی ہوں گے اور جو بھی کامیاب ہوگا ہم اس کے ساتھ ہیں۔ اس میٹنگ کے حوالے سے جو تاثر قائم کیا جارہا ہے وہ یہی ہے کہ کسی طویل المدتی غیر منتخب حکومت کا کوئی ایجنڈا ملٹری بیوروکریسی کی حکمتِ عملی میں شامل نہیں اور یوں یہ افواہیں ایک بار پھر شکست سے دوچار ہوئیں جن میں یہ تاثر کیا قائم کیا جارہا تھا کہ کسی بہانے انتخابات منسوخ کر کے ملک میں ایک طویل المدتی غیر منتخب سول حکومت قائم کر دی جائے گی۔

اس بریفنگ میں شریک ہونے والے دو دانشوروں سے راقم کی ملاقاتیں ہوئیں۔ دلچسپ پہلو یہ تھا کہ ان دونوں اشخاص نے اس بریفنگ کے بارے میں اپنی رائے قائم کرنے کے بعد راقم سے ہی پوچھا کہ آپ کی اپنی رائے کیا ہے کہ انتخابات وقت پر ہوں گے یا منسوخ؟ میری ایک بار پھر یہ عرض تھی کہ ملک کے حالات جس نہج پر پہنچ چکے ہیں ایسے میں غیر نمائندہ سول حکومت قائم کرنے کا تجربہ ایک مہم جوئی کے سوا کچھ نہیں اور ملٹری بیوروکریسی کے لیے ایسی مہم جوئی سیاست ہی نہیں بلکہ ریاست اور خود فوج کے ادارے کے لیے ایک خطرناک کھیل ہوگا۔ فوج کسی ایسے نظام حکومت کی متحمل ہی نہیں ہوسکتی کہ جس میں لوگوں کی منتخب کردہ حکومت کی بجائے چند نام نہاد صاف ستھرے سول لوگوں پر مشتمل طویل مدتی حکومتی ڈھانچا قائم کر دیا جائے۔ ریاست اور حکومت کے لیے بہترین نظام لوگوں کی شرکت سے ہی ممکن ہے اس لیے ایک منتخب حکومت کا قیام خود فوج اور ریاست کے لیے بہتر حالات قائم کرنے کی طرف پیش قدمی ہوگا۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان دونوں اشخاص نے کہا کہ دو ایسے ''اہلِ قلم'' دوست جو ملٹری بیوروکریسی کے قریب جانے جاتے ہیں، نجی محفلوں میں قسمیں اٹھا کر کہتے ہیں کہ شرط لگا لیں الیکشن نہیں ہوں گے۔ ان تمام متضاد آراء کے ہوتے ہوئے بھی میرا سائنٹیفک تجزیہ یہ ہے کہ فوج انتخابات کے بغیر قائم سیاسی حکومت قائم کرنے کی کسی طرح بھی مہم جوئی نہیں کرے گی۔ اس کا ثبوت خود یہ بریفنگ ہے۔ کسی جمہوری ریاست میں فوج کو سیاست کے بارے میں کسی بھی قسم کی رائے دینے کا کوئی کردار نہیں ہوتا، جب کہ اس بریفنگ نے جہاں اس غیر یقینی کو مٹا دیا کہ انتخابات ہوں گے اور وقت پر ہوں گے، وہاں یہ حقیقت بھی واضح کر دی کہ پاکستان میں حتمی فیصلے کا اختیار ملٹری بیوروکریسی کے ہی پاس ہے۔ انتخابات ہوں گے یا نہیں ہوں گے، اس کے بارے میں رائے دیئے جانا اس بات کی دلیل ہے کہ فوج چاہے تو جمہوریت قائم کرنے، قائم رکھنے اور ختم کرنے کا اختیار انہی

کے پاس ہے۔ گو ہم اس رجحان کو ایک Transition کے طور پر قبول تو کر سکتے ہیں کہ پاکستان منتخب حکومتوں کے نظام (جمہوریت) کی جانب گامزن ہے، لیکن یہ کسی المیے سے کم نہیں کہ جمہوریت کا قیام اور بقا، ملٹری بیوروکریسی کے ہی مرہونِ منت ہے اور اس کے لیے باقاعدہ چیف آف آرمی سٹاف کو میڈیا سے متعلق لوگوں کو بلا کر بریفنگ دینی پڑتی ہے اور اسی طرح فوج کے شعبہ آئی ایس پی آر کو بھی بیان دینا پڑتا ہے کہ فوج سیاسی نظام کو برقرار رکھنا چاہتی ہے۔ یہ ہی وہ اظہار ہے جو ثابت کرتا ہے کہ اقتدار کی حقیقی طاقت فوج کے پاس ہے۔ جو اہل قلم اس حقیقت کا ادراک نہیں رکھتے، ان کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ سول حکومت (پی پی پی کی حکومت) نے معزول عدلیہ کو چیف آف آرمی سٹاف کی فون کال پر بحال کیا تھا۔

پاکستان میں فوج اور سیاست کا تعلق اس طرح نہیں جس طرح ہمارے ''جید کالم نگار'' تصور اور یقین کیے بیٹھے ہیں۔ افسوس کہ ان کو امریکی اثر و رسوخ والے تیسری دنیا کے ان ممالک کے ریاستی ڈھانچوں کا ادراک ہی نہیں کہ ان ممالک میں امریکی پالیسی سازوں نے Pol-Mil یعنی فوج اور پالیٹکس نام پر ایک حکمت عملی طے کی ہوئی ہے جس میں سول حکومتوں کے قیام کے بعد بھی اقتدار کی حقیقی قوت فوج کے پاس ہی رہتی ہے۔ اگر ایسا نہیں تو ان ''جید کالم نگاروں'' کو جنرل گل حسن اور جنرل پرویز مشرف کی برخاستگی کے سول حکومتوں کے فیصلوں کی شکل میں رونما واقعات کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ جنرل کیانی صاحب نے درست کہا ہے کہ وہ انتخابات کے خواہاں ہیں اور انتخابات کے بعد قائم سیاسی حکومت کو وہ سپورٹ کریں گے۔ یہ بیان زمینی حقائق کے مطابق تو ہے لیکن جمہوری ریاست کی روح سے مطابقت نہیں رکھتا۔ ہمارے ''جید کالم نگار'' اور ''شہرہ آفاق'' ٹی وی اینکروں کو یہ بھی جان لینا چاہیے کہ ایسی بریفنگ سے وہ یہ تصور نہ کریں کہ مقتدر لوگ ان کو سیاست اور ریاست کے حوالے سے قیمتی مشوروں کے لیے دعوت دیتے ہیں جب کہ ایسی میٹنگز اور بریفنگز تو اپنی طاقت اور فیصلوں سے آگاہی کے لیے طلب کی جاتی ہیں۔ چند سال قبل پاکستان کے ایک چوٹی کے دانشور کئی دوسرے ''جید کالم نگاروں'' کے ہمراہ امریکہ میں پینٹا گان، دفتر خارجہ اور دوسرے اہم امریکی اداروں کے دورے پر گئے تو اس کے بعد انہوں نے بڑی خوشی سے راقم کو ان بریفنگز کے حوالے سے بتایا اور یہ کہا کہ امریکیوں نے ان کو ایسے اہم پاکستانی دانشوروں میں شامل کیا جنہیں امریکیوں نے اپنے ان اہم اداروں کے دوروں میں بریفنگ دیں۔ میں نے اپنے اس سینئر کالم نگار دوست کو عرض کی کہ امریکی ان بریفنگز کے ذریعے درحقیقت اپنی ماتحت دنیا کے لوگوں کو اپنی طاقت سے آگاہ کرتے ہیں۔ وہ ان ملاقاتوں سے اپنے فیصلے نہیں بدلتے۔ حالاں کہ ہمارے اس سینئر دانشور نے پینٹا گان اور دفتر خارجہ کی ان بریفنگز میں امریکیوں کو اپنا غم و غصہ بھی رجسٹر کروایا۔

لہٰذا اس پس منظر میں ہمارے لیے اس سے بڑا المیہ اور کیا ہوگا کہ پاکستانی ریاست میں جمہوریت عوام کی طاقت سے نہیں بلکہ فوج کی طاقت سے قائم رہتی ہے اور وہ جب چاہیں اس کو اپنی فیصلہ کن طاقت سے ختم بھی کر دیتے ہیں۔ پاکستان میں حقیقی جمہوریت کا قیام عوام کو مکمل اختیارات منتقل کرنے، معاشی برابری قائم کرنے، تعلیم لازم کرنے اور اختیارات کو مرکز سے صوبوں اور صوبوں سے تحصیل تک منتقل کرنے اور سیاست میں دولت کا اثر ختم یا محدود کرنے تک جمہوریت ایسے ہی مقتدر حلقوں اور طبقات کے اثر تلے جنم لے گی۔ مقتدر طبقات اور اداروں کی مرہونِ منت جمہوریت کو کیا ہم عوامی جمہوریت قرار دے سکتے ہیں؟